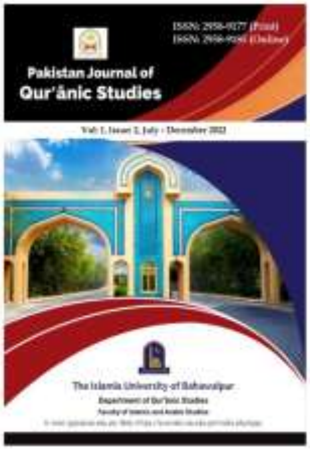

Pakistan Journal of Qur'ānic Studies
ISSN Print: 2958-9177, ISSN Online: 2958-9185
Vol: 1, Issue: 2, July – December 2022, Page No. 35-48
Journal homepage: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs
Issue: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/issue/view/115
Link: https://journals.iub.edu.pk/index.php/pjqs/article/view/1674
DOI: https://doi.org/10.52461/pjqs.v1i2.1674
Publisher: Department of Qur'ānic Studies, the Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

Title An Introductory Study of the "Al Sanusiya" Movement and its Thoughts

Author (s): **Muhammad Qaisar Zaki**
Ph.D Scholor, Department of Islamic Studies,
University of Sargodha, Punjab, Pakistan
Email: mqaisarzaki@gmail.com
Dr. Samia Athar
Lecturer, Department of Islamic Studies,
University of Sargodha, Punjab, Pakistan
Email: samia.ather@uos.edu.pk

Received on: 28 November, 2022
Accepted on: 20 December, 2022
Published on: 31 December, 2022

Citation: Zaki, Muhammad Qaiser, and Samia Athar. 2022. “An Introductory Study of the ‘Al Sanusiya’ Movement and Its Thoughts”. *Pakistan Journal of Qur’ānic Studies* 1 (2):35-48. https://doi.org/10.52461/pjqs.v1i2.1674.

Publisher: The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

تحریک السنوسیہ اوران کے افکار کا تعارفی مطالعہ

An Introductory Study of the "Al Sanusiya" Movement and its Thoughts

Muhammad Qaisar Zaki
Ph.D Scholor, Department of Islamic Studies,
University of Sargodha, Punjab, Pakistan
Email: mqaisarzaki@gmail.com

Dr. Samia Athar
Lecturer, Department of Islamic Studies,
University of Sargodha, Punjab, Pakistan
Email: samia.ather@uos.edu.pk

Abstract

Sīdī Muḥammad ibn ʿAlī al-Sanūsī (born c. 1787, Tursh, near Mostaganem, in northern Africa, died September 7, 1859, Jaghbūb, Cyrenaica), North African Islamic theologian who founded a reformist Sufi movement, the Sanūsiyyah, which helped Libya win its independence in the 20th century.

During his formative years in his native Tursh (now in Algeria), which was incorporated in the Ottoman Empire, al-Sanūsī observed the corruption of the Ottoman administrators. To continue his religious studies, in 1821 he went to Fès, Morocco. Morocco was then nominally independent but actually a colony of France. Al-Sanūsī's experiences under foreign rule and his observation of the inherent weakness of the Islamic states convinced him of the need for a revitalized Islamic community.

The Sanūsiyyah became popular among the tribes of Cyrenaica. In the 20th century, under the leadership of al-Sanūsī's grandson Idris, the Sanūsiyyah spearheaded the liberation movement against Italian colonization. After Libya gained independence, Idris ruled Libya as king from 1951 to 1969.

Keywords: Sīdī Muḥammad ibn ʿAlī al-Sanūsī, Sanūsiyyah Movement, Algeria, Northern Africa, Islamic community.

سنوسی تحریک کے بانی کا تعارف

سنوسی تحریک کے بانی ایک الجزائری جید عالم دین تھے جن کا اسم گرامی محمد بن علی السنوسی الحسنی الدریسی ہے۔ آپ 1787ء میں مستگنیم (الجیریا) کے قریب واسطہ نامی جگہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا گھرانہ علم وفنون کا گہوارہ تھا۔ اس گھرانے کا تعلق سادات خاندان سے تھا۔ سیدۃ فاطمۃ الزہرۃ دختر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے تھے۔ اس لیے علم وفضل ان کو ورثہ میں ملا۔

سید السنوسی کے والد ماجد علم وتقوی فہم وفراست کے اعلی معیار پر فائز تھے لیکن زندگی نے وفانہ کی اور حالت جوانی میں ہی آپ کی پیدائش کے دو سال بعد اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ آپ کی تربیت آپ کی خالہ سیدہ فاطمہ رحمہا اللہ نے کی، یہ خود بھی بہت بڑی عالمہ تھیں۔[1]

آپ نے بچپن میں ہی قرآن کریم کو حفظ کیا اور سات قرآت پر بھی عبور حاصل کیا[2] حصول علم میں آپ نے بڑی محنت کی یہاں تک کہ اپنے علاقے کے تمام علماء سے فیض حاصل کیا۔ یہی شوق تھا جس نے آپ کو صغر سنی میں ہی علما کی صف میں شامل کر دیا ایسی لیے آپ کے بعض اساتذہ نے کہا:

> "ان ھذا القدر الذی معک من علم اصول الدین علی صغر سنک لا یوجد عند لکابر علما بلدک"۔[3]

علامہ الصلابی رحمہ اللہ نے آپ کا نام محمد رکھنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "ان کی والدہ محترمہ نے آپ کا نام محمد اس لئے رکھا کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے ایک خاص نسبت تھی اور وہ یہ کہ سید کی پیدائش 12 ربیع الاول پیر کی صبح کو ہوئی تھی اسی لئے آپ کا نام محمد تجویز کیا"۔[4]

آپ نے واسطہ اور مراکش کے علماء سے خوب علم حاصل کیا۔ تحصیل علم کی خاطر آپ نے فاس یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا یہاں پر آپ 1822 سے لے کر 1829ء تک علم حاصل کرتے رہے۔[5]

---

[1]۔ ڈاکٹر محمد فواد شکری، **السنوسیۃ دین ودولۃ** (دار الفکر الغربی، الطبعۃ الاولی 1948)، 12۔

[2]۔ علی محمد الصلابی، **الثمار الزکیہ للحرکۃ السنوسیہ فی لیبیا** (امارات: الطبعہ الاولی، 2001)، 23۔

[3]۔ احمد بک انصاری، **المنهل العذب فی تاریخ طرابلس الغربی** (لیبیا: مکتبۃ الفرجانی)، 368۔

[4]۔ علی محمد الصلابی، **تاریخ الحرکۃ السنوسیۃ فی افریقا** (بیروت: دار المعرفۃ، الطبعۃ الثالثۃ، 1430ھ)، 155۔

[5]۔ ایضا، 13۔

دوران تعلیم آپ نے فقہ مالکی کو بڑی گہری نظر سے پڑھا اور اسی فقہ کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا۔ باوجود اس کے کہ آپ فقہ مالکی کے پیرو کار تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اجتہاد کے بھی قائل تھے اور بہت سے مسائل میں آپ نے اختلاف بھی کیا۔[6]
آپ بڑے ذہین وفطین تھے۔ آپ کی ذہانت کی شہرت چار سو پھیل گئی جس کی وجہ سے تشنگانے علم آپ کی طرف امنڈ آئے۔ آپ نے بڑی خوش اسلوبی سے اسلام کی حقانیت اور اس کی شان و شوکت کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ ان کے اس اقدام سے حاکم وقت بڑا پریشان ہوا اور اس کی مخالفت کرنے لگا جس کی وجہ سے السید کو فاس چھوڑنا پڑا۔ آپ بجائے اس کے کہ اپنے شہر مستگنیم میں واپس آتے آپ نے جزائر کے جنوب صحرا میں پڑاوڈال دیا جہاں پر آپ نے آنے جانے والے قافلوں کو واعظ و نصیحت کرنی شروع کر دی۔[7]

تصوف کا رجحان

سید سنوسی نے فاس میں رہتے ہوئے صوفیوں کے طور اطوار سے بھی واقفیت حاصل کی کیونکہ فاس اس میدان میں بڑا وسیع تھا۔ شیخ سید صاحب نے اس میدان میں قدم رکھا اور اس کی حقیقت پر ایک کتاب بھی تصنیف فرمائی جس کا نام انہوں نے "السلسبیل المعین فی الطرائق الاربعین" رکھا۔[8]

سفر حجاز

محمد سنوسی رحمہ اللہ نے حجاز کا رخت سفر باندھا اور وہاں پہنچ کر لوگوں کی اصلاح میں مصروف عمل ہو گئے آپ کا نقطہ نظر یہ تھا کہ تمام عالم اسلام متحد ہو جائے اور آپس کے اختلافات کو بھلا کر اخلاص کے ساتھ آپس میں جڑ جائیں۔ سرزمین حجاز میں ان کی ملاقات ادریسیہ سلسلہ کے بانی بزرگ احمد بن ادریس سے ہوئی اور ان کے فلسفہ تصوف سے بڑے متاثر ہوئے ابن ادریس کو حجاز سے نکال دیا گیا تو وہ لبیا تشریف لے گئے۔ سید سنوسی رحمہ اللہ بھی ان کے ساتھ لبیا چلے گئے اور ان کی وفات تک ان کے پاس رہے۔ ان کی وفات کے بعد سید رحمہ اللہ واپس مکہ تشریف لے آئے اور یہاں آکر جبل ابی القیس کے پاس اپنا پہلا زاویہ 1837 میں قائم کیا۔ زاویہ قائم کرنے کے بعد سید رحمہ اللہ کی سرگرمیوں میں تیزی آگئی اور لوگ آپ کے منہج سے متاثر ہو کر ان کی

---

[6]۔ ایضا، 26۔

[7]۔ ڈاکٹر محمد فواد شکری، **السنوسیۃ دین ودولۃ**، 14۔

[8]۔ ایضا، 26۔

طرف بڑی تیزی سے مائل ہونے لگے۔ لیکن مقامی علما کی مخالفت کی بنا پر سید رحمہ اللہ کو بھی مکہ 1840 کو چھوڑنا پڑا۔ مکہ چھوڑنے کی دوسری وجہ لیبیا کے حالات تھے جنہوں نے آپ کو اس طرف متوجہ کرنے پر مجبور کیا۔[9]

مکہ چھوڑنے سے آپ کے پایا استقلال میں کوئی فرق نہیں آیا کیونکہ آپ کا مقصد بڑا بلند تھا اور آپ کے شاگردوں میں آئے روز اضافہ ہی ہوتا جا رہا تھا۔ آپ نے حجاز سے نکلنے کے بعد جغبوب کو اپنا دعوتی مرکز بنایا اور وفات تک یہیں رہے۔[10]

ایک دفعہ مکہ مکرمہ سے نکلنے کے بعد آپ نے دوبارہ حجاز کا رخت سفر 1846ء میں باندھا اور آٹھ سال تک یہاں پر رہ کر لوگوں کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ آپ 1854 کو حج بیت اللہ کے بعد جغبوب واپس تشریف لائے۔[11]

الزاویہ کا معنی مفہوم

یہ ایک صوفیانہ اصطلاح ہے جو ایسے خالی مکان پر استعمال ہوتا ہے جس میں دن رات اللہ تعالی کی عبادت کے ذریعے تقرب حاصل کیا جاتا ہے۔ اسی لئے زاویہ شہروں سے دور صحراوں میں ایسی جگہ پر بنایا جاتا تھا جہاں پر مشائخ وعلماء نشان دہی کرتے تھے جس کا مقصد یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان صوفیوں کی عبادت کو دیکھ کر اپنے آپ کو درست کریں۔ جبکہ ابن سنوسی نے زاویہ کا یہ معروف طریقہ سے ہٹ کر اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ یہ اللہ تعالی کے گھروں میں سے ایک گھر ہے جس میں لوگوں کے اندر سماجی، سیاسی، اقتصادی، اخلاقی اور جہادی روح کو انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی روح کو پیدا کیا جاتا۔ اس لئے ان زاویوں کو آبادیوں میان قائم کیا جاتا جس سے مقامی اور دور سے آنے والے یکساں مستفید ہوتے۔ ان زاویوں میں صرف کتاب وسنت کی دعوت دی جاتی۔[12]

تنظیم کی منصوبہ بندی

السید رحمہ اللہ نے تنظیم کو مضبوط ومنظم کرنے کے لئے ایک تنظیمی ڈھانچہ کچھ یوں تشکیل دیا: 1۔ شیخ الطریقہ یا رئیس النظام خود تھے۔، 2۔ مجلس الاخوان (شوری)، 3۔ شیوخ زوایا، 4۔ الاخوان۔

[9]۔ شکری، **السنوسیۃ دین ودولۃ**، 22۔

[10]۔ ایضا، 23۔

[11] ایضا، 38۔

[12]۔ الصلابی، **تاریخ الحرکۃ السنوسیۃ فی افریقا**، 81۔

آپ نے اپنی آخری عمر میں جماعت کو جغبوب کے نخلستان میں منتقل کر دیا تھا۔ وہاں پر تنظیمی ڈھانچہ تبدیل کر کے پانچ زوایا قائم کئے مثلاً: 1۔ زوایا رئیسہ یا زوایا علیا اس کا سربراہ خود شیخ محترم تھے۔، 2۔ زاویۃ البیضاء، زاویۃ درنہ، زاویہ بنغازی۔
شیخ رحمہ اللہ نے نظام کو مربوط و منظم کرنے کے لئے بڑی دقت نظری سے کام لیا ان زاویا کو تیونس، سوڈان غربی، الجزائر، حجاز اور یمن تک پھیلا دیا۔ ڈاک کا نظام اس قدر منظم تھا کہ ان علاقوں کی خبریں بڑی سرعت سے شیخ محترم تک پہنچ جاتی تھیں۔[13]

زوایا کی خصوصیات

یہ زوایا ایسے نہ تھے جیسے گرجہ گھروں میں رہنے والے لوگ یا ایسے خاص مقام جو ایسے لوگوں کے لئے جو دنیا کے اسباب و متاع سے ڈرتے ہوئے صرف عبادت میں مصروف عمل ہوتے یا صوفیوں اور درویشوں کے طور اطوار سیکھنے کے لئے وقت لگاتے بلکہ یہ تو اجتماعی و دینی بیداری کے لئے بنائے گئے تھے۔ اس کے پاس رہنے والے دین اور دنیا دونوں کو ساتھ لے کر زندگی بسر کرتے تھے۔ اس تحریک کی یہ خصوصیت ہے کہ اپنے ماننے والوں سے اس بات کا عہد لیتے تھے وہ تساہل کا شکار نہیں ہوں گے بلکہ وہ اپنی زندگی گزارنے کے لئے محنت مزدوری، اخوت اور تعان کی بنیاد پر کریں گے۔ تحریک کے نوجوانوں سے کھیتی باڑی اور تعمیر وانشاء کا کام لیا جاتا یہاں تک کہ زاویہ کی اراضی کو کاٹنے بونے اور تدریس کے لئے ایک ایک دن خاص ہوتا تھا جس سے تمام کام بغیر کسی مشقت کے سرانجام پاتے۔ اسی لئے زوایا کی زمین سرسبز و شاداب ہوا کرتی۔ اس کے ساتھ ساتھ زوایا کے اپنے ایک یا دو باغ ہوتے جس میں ہر طرح کے پھل اور پھول ہوتے۔ پھلوں کو فروخت بھی کیا جاتا جس سے زوایا کے اخراجات بڑی آسانی سے پورے ہو جاتے تھے۔[14]

ہر زاویہ کا نظام بڑا مربوط تھا۔ لوگ ایسے رہتے تھے جیسے رعایا بادشاہ کے ماتحت ہوتی ہے۔ زاویہ کے شیخ کو یہ حیثیت حاصل تھی کہ وہ لوگوں کے مقدمات سنتا اور ان کے فیصلہ جات کرتا۔ اس عہدہ کا نام (مقدم) تھا۔ اس کے ساتھ ایک دوسرا بڑا عہدہ (وکیل) کا تھا اس کا مقام وہی تھا جو شہر کے گورنر ہوتا ہے۔ اس کی ذمہ داری میں تمام زراعت اور اقتصادی امور کو دیکھنا شامل تھا۔[15]

---

[13]۔ الصلابی، **تاریخ الحرکۃ السنوسیۃ فی افریقا**، 81۔

[14]۔ شکری، **السنوسیۃ دین ودولۃ**، 49۔

[15]۔ ایضاً، 49۔

زاویہ تشکیل دینے کے چند اصول وضوابط تھے اور یہ زاویہ ہر اس قبیلہ میں قائم کیا جاتا جہاں کے لوگ سید رحمہ اللہ سے خاص عقیدت رکھتے تھے مثلا:

ا۔ زاویہ ایسی قطعہ ارضی پر قائم کیا جاتا جو خالص قبیلہ کی ملکیت ہوتا اور اس قطعہ ارضی کو سید سنوسی کے سپرد کیا جاتا۔

۲۔ سنوسی رحمہ اللہ اس زاویہ کا ایک رئیس مقرر کرتے جس کا لقب شیخ رکھا جاتا۔ اگر زاویہ کے لئے جگہ قبیلہ کی ملکیت نہ ہوتا تو وقف والی جگہ پر زاویہ قائم کیا جاتا۔ زاویہ ہمیشہ اونچے مقام پر تعمیر ہوتا۔

۳۔ شیخ کی رہائش، مسجد اور مدرسہ کی تعمیر کی ذمہ داری مقامی لوگوں کی ہوتی تھی۔

۴۔ زاویہ کا حرم وسیع بنایا جاتا جس کو چاروں اطراف سے اونچی چاردیواری سے محفوظ کیا بنایا جاتا اس لئے کہ جو بھی اس میں داخل ہو وہ اپنے آپ کو محفوظ و مامون جانے۔ اس حرم میں ہتھیاروں کی نمائش، لڑائی جھگڑا اور گانے بجانے بلکل منع تھے۔[16]

تحریک کے اغراض ومقاصد

تحریک کے بانی اور روحِ رواں محمد بن علی نے اپنی زندگی اسلامی تعلیمات کے حصول اور قرآن وسنت کے احیاء وبقا کے لیے وقف کر دی تھی۔ آپ چاہتے تھے کہ مسلمان اسلامی اَقدار نہ صرف خود اپنائیں' بلکہ دوسروں تک بھی پہنچائیں۔ دوسروں کو بھی ان کی تبلیغ و تلقین کریں۔ شیخ رحمہ اللہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ مراکز معاشرہ میں ریڑھ کی ہڈی کی ماند ہوا کرتے ہیں۔ جن کے اثرات براہ راست معاشرہ کے اوپر اثر انداز ہوتے ہیں۔ آپ یہ بھی محسوس کر رہے تھے کہ آپ کی قائم کردہ تنظیم صرف علاقائی نہیں بلکہ اس کا بنیادی مقصد ملت اسلامیہ کی اصلاح ہے۔ اس کے لئے اسلام کا جو صحیح نظام حیات ہے اس کو انہیں بنیادوں پر دوبارہ قائم کرنے کی ضرورت ہے جس طرح وہ نازل ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ محترم نے مراکز قائم کرنے کے بعد خاص توجہ سے ان مراکز کو علم کا گہوارہ بنایا اور تعلیم وتربیت سے لوگوں کے حالات کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ یہ مراکز ہر اعتبار سے دینی، عقلی، اجتماعی، سیاسی اور اقتصادی ضرورتوں کے لحاظ سے کامل واکمل نظر آتے تھے۔ کسی بھی جماعت و تنظیم کی بقاء اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک اس کی مادی ضروریات کا خیال نہ رکھا جائے۔ کیونکہ توکل علی اللہ کے ساتھ ساتھ مادی اسباب کو اپنانا انسان کی ذمہ داری میں شامل ہے۔ سید رحمہ اللہ ان تمام حقائق سے بخوبی واقف تھے اس لئے انہوں نے تنظیم کو ہر لحاظ سے مضبوط اور طاقت ور بنانے کے لئے سنت کی پیروی کی ہے۔

---

[16] الصلابی، **تاریخ الحرکۃ السنوسیۃ فی افریقا**، 83۔

تنظیم کے افکار کا تیزی سے پھیلنے کے اسباب

۱۔ عصری تقاضوں سے جماعت کو آراستہ کرنا۔

۲۔ جدید تقاضوں سے تنظیم کی منصوبہ بندی۔

۳۔ قبائلی لوگوں میں اتحاد پید کر کے محب وطن بنانا۔

۴۔ قیادت کا عرصہ دراز تک ایک ہی قائد کے زیر سایہ رہنا۔

۵۔ حکیمانہ سیاست جس کی وجہ سے وہ عثمانی اور یورپی استعماروں کی سازشی نظروں سے اوجھل رہے اور اس سے بھرپور فائدہ اٹھا کر قبائل میں دعوت اسلام کو پھیلایا۔

۶۔ جماعت سے منسلک قائدین کی سیرت وصورت سے متاثر ہو کر لوگوں کا اس جماعت سے والہانہ عقیدت رکھنا۔

۷۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ صحیح معنوں میں سرانجام دینا۔

۸۔ کتاب وسنت کا خالص منہج پیش کرنا۔

۹۔ کام کی انجام دہی میں تسلسل کو لازم پکڑنا۔[17]

ان وجوہات کی بنیاد پر جماعت کا پیغام قریب وبعد ہر جگہ پہنچا جس کی بدولت لوگ خرافات وبدعات اور بت پرستی جیسی لعنت سے نکل کر دین خالص کے داعی بنتے ہیں۔ لوگوں کی رشد وہدایت کے لئے بہت سے مدارس ومساجد اور اصلاحی مراکز بنائے جاتے ہیں جہاں سے لوگ اپنی علمی پیاس بجھاتے اور اپنے علاقے کو سنوارتے۔[18]

سید مہدی رحمہ اللہ نے جہاں پر لوگوں کی اصلاح کے لئے مراکز قائم کئے وہاں پر زندہ رہنے اور استعماری قوتوں کا راستہ روکنے کے لئے جہادی تربیتی مراکز بھی قائم کئے۔ ان مراکز کو مہدی رحمہ اللہ نے جدید آلات سے آراستہ کیا تاکہ ملک کا دفاع کرنے کی صلاحیت بھی ان نوجوانوں کے اندر پیدا ہو۔ سلطان عبد الحمید نے سنوسیوں کی طاقت وقوت کو دیکھ کر کہا تھا اگر اس علاقے میں ہماری حفاظت کرنے والے ہیں تو وہ سنوسی تحریک کے نوجوانان مسلم ہیں۔ جب اٹلی نے اپنا حق جتاتے ہوئے لیبیا پر حملہ کیا

---

[17]۔ الصلابی، **تاریخ الحرکۃ السنوسیۃ فی افریقا**، 175۔

[18]۔ الصلابی، **تاریخ الحرکۃ السنوسیۃ فی افریقا**،178۔

تو ان کا راستہ روکنے کے لئے جو مجاہدین میدان عمل میں اترے تھے وہ اسی تحریک کے ہی مجاہدین اسلام تھے۔اس وقت بھی یہ تحریک خلافت عثمانیہ کے لئے اٹلی کا راستہ روکے ہوئے تھی جب اس نے دھوکا سے اس علاقے کو فتح کرنا چاہا۔[19]

سید السنوسی رحمہ اللہ کا منہج

آپ کا منہج خالص کتاب وسنت کا احیاء تھا۔ آپ کے دور میں لوگ کتاب وسنت سے ہٹ کر بدعات وخرافات میں پڑے ہوئے تھے۔ بد عملی عروج پر تھی اس پر فتن دور میں معاشرے کی اصلاح کا بیڑا جس انداز سے اٹھایا وہ آپ ہی کے لائق تھا۔ آپ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، امام غزالی، ابن تیمیہ اور محمد بن عبدالوہاب سے بہت متاثر تھے خصوصا محمد بن عبد الوہاب کے ہم عصر تحریک سے بہت زیادہ متاثر تھے اوراپنی تحریک کو ان کی تحریک کے مشابہ تشکیل دیا۔

سید السنوسی رحمہ اللہ کی کتب

آپ نے لوگوں کی اصلاح کی خاطر بہت سی کتب تصنیف کیں لیکن بد قسمتی سے ان کا بہت سا ذخیرہ کتب خرد برد ہو گیا جو باقی بچی ہیں ان میں سے بعض مطبوع اور بعض غیر مطوع ہیں۔جو کتب مطبوع ہیں ان کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

01۔کتاب المسائل العشر المسمی بغیۃ المقاصد فی خلاصۃ الراصد،02۔السلسبیل المعین فی الطرائق الاربعین،03۔ایقاظ الوسنان فی العمل بالحدیث والقرآن،04۔المنھل الرائق فی اسانید العلوم،05۔الدرر السنیہ فی اخبار السلاسۃ الادریسیہ،06۔رسالۃ المسلسلات العشرہ فی الاحادیث النبویہ،07۔رسالۃ مقدمہ مئوطا الامام مالک رحمہ اللہ،08۔شفاء الصدر باری المسائل العشر،09۔المقرب المستوفی (یہ شرح الحوفیہ کی ہے۔اس کو آپ نے سترہ سال کی عمر میں تصنیف کیا تھا)،10۔عقیدۃ الکبری (اس کا نام عقیدۃ اہل توحید رکھا)،11۔عقیدۃ الوسطی،12۔عقیدۃ الصغری(اس کا نام ام البراھین رکھا)،13۔شرح ایساغوجی فی المنطق،14۔شرح مشکلات البخاری،15۔شرح العجیب علی البخاری،16۔شرح جمل الخونجی فی المنطق،17۔مختصر الزرکشی علی البخاری،18۔تفسیر القرآن(سورہ ص سے آخر تک)[20]،اور دس کے قریب غیر مطبوع ہیں۔[21]

---

[19]۔ایضا، 180۔ 189؛شکری، **السنوسیۃ دین ودولۃ**، 79۔

[20]۔ محمد بن یوسف السنوسی، **تھذیب واختصار شروح السنوسیہ**(دارالمصطفی للنشر والتوزیع،الطبعہ الاولی،2005)، 18۔

[21]۔الصلابی، **تاریخ الحرکۃ السنوسیۃ فی افریقا**، 128۔

خلیفہ اول: السید محمد المہدی

آپ کی پیدائش 1844ء کو جبل اخضر کے پاس ہوئی، سات سال کی عمر میں اپنے والد سنوسی کبیر کے پاس حجاز میں چلے گئے اور وہاں پر ابی القیس زاویہ کے سنوسی رہنماؤں سے ان کی تعلیم و تربیت ہوتی رہی۔ شیخ السنوسی رحمہ اللہ نے 1857ء کو اپنے بیٹے سمیت جغبوب روانہ ہوئے۔ دو سال کے بعد مہدی کے والد صاحب انتقال کر جاتے ہیں۔ اس وقت سید المہدی کی عمر ابھی سولہ سال تھی کہ والد کی وصیت کے مطابق ان کو جماعت کا امیر منتخب کیا گیا۔[22] کم عمر کی وجہ سے سنوسی تحریک کے کبار علماء نے اعتراض کیا لیکن تمام خدشات کو دور کرنے کے بعد بالآخر آپ کو تنظیم کی صدارت سونپ دی گئی۔[23]

آپ بڑے عالی ہمت، ذہین وفطین اور عالم وباعمل تھے۔ آپ بڑے متقی وزاہد تھے ان کے اکثر اوقات عبادات میں گزرتے تھے۔

سید المہدی اپنے والد کے صحیح جانشین ثابت ہوئے۔ ان کے اندر قائدانہ صلاحیت بدرجہ اتم موجود تھیں۔ سچائی، حلم وبردباری، عفو در گزر، بلند ہمتی اور اخلاص جیسی صفات سے متصف تھے یہ تقریبا چالیس سال تک اس جماعت کی قیادت کرتے رہے۔ آپ کے دور کو عروج کا زمانہ کہا جاتا ہے۔[24]

سید المہدی نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے تنظیم کو بڑا منظم کیا۔ دعوتی مرکز جغبوب کو ہی رہنے دیا۔ ہر سال زوایا کے سردار یہاں جمع ہوتے اور ان علاقوں کے مسائل سے آگاہی ہوتی رہتی تھی۔

اعلی قیادت کی ترتیب کچھ یوں تھی کہ سال کے بعد جو روءسا جغبوب آتے ان کے مسائل سن کر رپورٹ دینے کی ذمہ داری شیخ احمد شریف کے سپرد تھی۔ احمد صاحب ان معاملات کو مہدی کے گوش گزار کرنے کے بعد جو ہدایات ہوتی ان کو متعلقہ حلقہ کے سربراہان کو مطلع کر دیا جاتا۔

---

[22] ۔ شکری، **السنوسیۃ دین ودولۃ**، 56۔

[23] ۔ الصلابی، **تاریخ الحرکۃ السنوسیۃ فی افریقا**، 172۔

[24] ۔ ایضا، 165۔

مجلس خاص ان اخوان پر مشتمل تھی جو اس تحریک کے کبار علماء تھے اور جغبوب میں رہائش پذیر تھے۔ ان کی تعداد تقریباً ایک سو کے قریب تھی۔ اس مجلس کا رئیس الوزراء احمد افریقی تھے جن کا شمار ان خاص چند افراد میں ہوتا ہے جن کے ساتھ مہدی مشوارہ کیا کرتے تھے۔

مہدی رحمہ اللہ نے نظام برید کو بڑا مربوط و منظم بنایا جس کی وجہ سے مختلف علاقوں کی خبریں بہت جلد ان تک پہنچ جاتی تھیں۔ آپ نے اس محکمہ کو چار اقسام میں تقسیم کیا:

ا۔ برید خاص طرابلس، ۲۔ برید خاص زوایا برقہ، ۳۔ برید خاصز زوایا مصر، ۴۔ برید خاص زوایا سوڈان[25]

آپ کے سنہری دور میں سنوسی تحریک نے دعوتی کام اس قدر کیا کے کہ افریقہ اور قرب وجوار میں اس کے اثرات دور دور تک محسوس کئے جانے لگے یہاں تک کہ صحرا وسط اور اس کے اطراف میں بلکہ ساحل سمندر تک اس کی دعوت پھیل گئی۔ قریب کی امارات اسلامیہ، بت پرست قبائل اور دوسرے بدعتی قبائل اس کے زیر اثر آکر خالص دین کے پیروکار اور سرحدوں کے رکھوالے بن گئے۔ یہی وہ قبائل تھے پھر جنہوں نے یورپ کی استعماری اور ہوس کے پجاری لوگوں کا راستہ روکا۔[26]

سید المہدی پر اعتراض اور اس کا جواب

سنوسی تحریک کے خلیفہ اول کے بارے میں بعض لوگوں نے یہ بات مشہور کر رکھی ہے کہ انہوں نے مہدی المنتظر کا دعوی کیا تھا اور لوگوں کو اسی عقیدہ کے مطابق ہی اس تحریک کا حصہ بنایا جاتا تھا۔ اصل میں یہ اعتراض بے بنیاد ہے یہ جماعت تو کتاب وسنت کو سختی سے اپنانے والی ہے یہ کیسے دعوی کر سکتی ہے کہ اس تحریک خلیفہ اول اصل میں مہدی موعود ہے۔ کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جس بنیاد پر یہ دعوی قبول کیا جائے۔ انہوں نے کبھی بھی اپنی الگ سے خلافت کا سوچا تک نہیں یہ ہمیشہ خلافت عثمانہ کے وفادار اور حمایتی رہے ہیں۔ یہ دعوی کرنے والا محمد احمد سوڈانی تھا جس مطمع نظر صرف جاہ جلال اور سطوت وحشمت تھا۔ اس نے کافی کوشش کی سنوسی تحریک حمایت حاصل کرنے کی نامرادرہا۔[27]

---

[25]۔ ایضا، 173۔

[26]۔ شکری، **السنوسیۃ دین ودولۃ**، 58۔

[27]۔ شکری، **السنوسیۃ دین ودولۃ**، 72۔

سید المہدی کے آخری دور میں فرانس نے مغربی افریقہ پر قبضہ کرنا چاہاتو ان کا تصادم سنوسیوں سے ہو گیا۔ لیکن اللہ تعالی کے فیصلے ہمیشہ غالب ہوتے ہیں۔ ان سنگین حالات میں اچانک سید المہدی کی وفات نے تنظیم میں ہلچل مچادی۔ باالآخر یہ انتھک مرد مجاہد 1902ء میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔[28]

زمام جماعت سید محمد احمد الشریف کے ہاتھ میں

سید مہدی کی وفات کے بعد زمام حکومت سید محمد احمد کے پاس آئی جس کی تفصیل یہ ہے کہ سید المہدی کی وفات کے وقت ان کے بیٹے سید محمد ادریس کی عمر بمشکل تیرہ برس تھی لہذا صغر سنی کی وجہ سے اتنی بڑی جماعت کی ذمہ داری انہیں سونپی نہیں جا سکتی تھی۔ سید المہدی نے وصیت کی تھی کہ جماعت کی قیادت سید احمد کو دی جائے۔ سید احمد کی عمر اس وقت تیس سال تھی۔ آپ کے والد کا نام محمد الشریف تھا۔ سید مہدی نے اپنے بھتیجے کی صلاحیتوں کو دیکھ یہ فیصلہ کیا تھا۔ چچا کی قرابت نے سید احمد کی صلاحیتوں کو مزید چار چاند لگادئے۔ لہذا آپ بھی عالی ہمت اور زیرک قائد تھے اور اپنی زندگی کو جماعت کی نشرواشاعت میں وقف کرر کھا تھا۔[29]

تمام سنوسی اخوان نے ان کی سرداری کو فوراقبول کر لیا اس وجہ سے بھی کہ ان کو فرانسیوں کے خلاف لڑائی کا کافی تجربہ ہو چکا تھا۔ زمام قیادت سنبھالتے ہی انہوں نے جہادی تنظیم کو از سر نو تشکیل دے کر فرانسیسیوں خلاف نبر دازما ہوئے اور پورے افریقہ میں نشرواشاعت کا کام بڑی تندہی کے ساتھ سرانجام دینے لگے۔[30]

سید احمد تقریبا دس سال فرانس کے خلاف بر سرپیکار رہے لیکن اس عرصہ میں سنوسیوں کو کافی نقصان کا سامنا کرنا پڑا اور صحرائے اعظم کے جنوبی علاقوں میں اس تحریک کا زور ٹوٹ گیا۔ خصوصا 1913ء میں سنوسی مجاہدین کو شکست ہوئی جس کی وجہ سے فرانس کے پنجے اچھی طرح جنوبی افریقہ میں مضبوط ہو گئے۔[31]

---

[28] ۔ ایضا، 95۔

[29] ۔ ایضا، 97۔

[30] ۔ علی محمد الصلابی، **الثمار الزکیہ للحرکۃ السنوسیہ فی لیبیا**، 273۔

[31] ۔ علی محمد الصلابی، **الثمار الزکیہ للحرکۃ السنوسیہ فی لیبیا**، 275۔

1914ء کے شروع تک بیشتر ترک فوجیں لیبیا سے واپس چلی گئیں اس لیے اٹلی سے جنگ کا سارا بوجھ سنوسیوں کے کاندھوں پر آپڑا۔ اس جنگ میں جو اب لیبیا کی آزادی کی جنگ بن چکی تھی، سید احمد شریف کی قیادت میں سنوسیوں نے 1912ء سے 1918ء تک اٹلی سے جنگ کی۔

1915ء میں اٹلی اتحادیوں کی طرف سے جنگ عظیم میں شامل ہو گیا جس کی وجہ سے سنوسی مجاہدوں کا برطانیہ سے بھی ٹکراؤ ہو گیا اور فروری 1915ء میں برطانوی افواج نے حریت پسندوں کو شکست دے دی۔[32]

سنوسی تحریک کی قیادت سید محمد ادریس کے ہاتھ آ گئی تھی ان کا نقطہ نگاہ دوسرے لیڈروں سے ذرا مختلف تھا۔ اسی وجہ سے اٹلی اور محمد ادریس کے درمیان صلح کے مذاکرات شروع ہوئے۔ ان مذاکرات کے نتیجے میں اٹلی نے محمد ادریس کو صحرائی علاقوں میں سنوسی تحریک کا امیر تسلیم کر لیا لیکن اٹلی نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی۔ جس کی وجہ سے پھر لڑائی شروع ہو گئی اور محمد ادریس سنوسی کو دسمبر 1920ء میں مصر میں پناہ حاصل کرنی پڑی جہاں سے وہ سنوسیوں کی تحریک مزاحمت کی رہنمائی کرتے رہے۔[33]

اسی بات کو راسم رشدی ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

پہلی عالمی جنگ میں اٹلی نے لیبیا پر چڑھائی کر دی جنہوں نے سنوسیوں کا بڑی بے دردی کے ساتھ استحصال کیا۔ محمد ادریس کی کوششوں سے 1917 میں ان سے صلح ہو گئی اور ادریس سنوسی کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ جس کی وجہ سے سنوسی مجاھدین واپس شہر میں آ گئے لیکن بعد میں اٹلی نے دھوکہ دیا اور پھر جھڑپیں شروع ہو گئیں۔ مجاھدین کی کوشش یہ تھی کہ ارض لیبیا کو دشمنوں کے ناپاک وجود سے پاک کر دیا جائے۔[34]

محمد ادریس کے مصر چلے جانے کے بعد مارچ 1923ء میں اٹلی نے لیبیا پر مکمل تسلط حاصل کرنے کی غرض سے ایک نئی مہم شروع کی۔ سنوسیوں نے حسب سابق ان جارحانہ کارروائیوں کا نہایت دلیری سے مقابلہ کیا۔ جنگ کا یہ سلسلہ 1931ء تک جاری رہا۔ اس جنگ میں سنوسی حریت پسندوں کی قیادت ایک اور سنوسی شیخ عمر مختار نے کی۔ اس جنگ میں اٹلی کی فوجوں نے

[32] ۔ڈاکٹر حبیب ھزبی، ترجمہ، شاکر ابراہیم، **لیبیا بین الماضی والحاضر** (منشورات: المنشاءة الشعبية للنشر والتوزيع والاعلان والمطابع، الطبعة الاولی 1981ء)، 67۔

[33] ۔ ڈاکٹر حبیب ھزبی، شاکر ابراہیم، **لیبیا بین الماضی والحاضر**، 68۔

[34] ۔راسم رشدی، **طرابلس الغرب فی الماضی والحاضر**، 23۔

سخت ظلم و ستم اور بربریت کا مظاہرہ کیا۔ سنوسی زاویے ڈھا دیے گئے، کنوؤں کو پاٹ دیا گیا، تا کہ مجاہد صحرا میں پیاس سے مر جائیں، جائیدادیں ضبط کرلی گئیں اور عمر مختار اور دیگر رہنماؤں کو گرفتار کرنے کے بعد پھانسی دے دی گئی۔ عمر مختار کی شہادت کے ساتھ سنوسی تحریک کی مسلح مزاحمت کا خاتمہ ہو گیا۔[35]

حاصل کلام

شمالی افریقہ کی سنوسی تحریک احیائے اسلام کی مناسبت سے کامیاب تحریک رہی، جس کی بنیاد الجزائر کے مشہور صوفی رہنما او مجاہد سید محمد (1787-1859ء) نے پہلی دفعہ ایک زاویہ کے نام سے مکۃ المکرمہ میں 1837ء کو رکھی تھی، اس تحریک کا مقصد کتاب وسنت کی اساس پر عالم اسلام کا مکمل اجتماعی دینی احیاء تھا، جس میں سرفہرست بدعات کی تردید اور مسائل فقہیہ میں اجتہاد کا فروغ تھا۔ اس تحریک کے پیروکار احیاے اسلام کی منظم اور مربوط جدوجہد پر یقین رکھتے تھے۔ اور مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کو صحیح اسلامی اقدار کی حامل تحریک بنانا چاہتے تھے۔ اس تحریک کی غرض وغایت کسی ذاتی ریاست یا امارت کا حصول نہ تھا، بلکہ سنوسی یہ چاہتے تھے کہ تنظیمی بنیاد پر اسلام کے سیاسی 'معاشی' اخلاقی اور تمدّنی نظام کو اس کی حقیقی صورت میں بحال کیا جائے۔

[35]۔ ڈاکٹر ھزی، **لیبیا بین الماضی والحاضر**، 69۔